میں خزاں میں شوقِ بہار تھا
مجھے منظرِ گُلِ تر دیا
میں سوادِ شہرِ غبار تھا
مجھے حُسنِ کوچہ و در دیا

ترا اسم ہے مری زندگی
مجھے اذن دے کہ رقم کروں
جو ہے شاخ شاخ میں منتشر
اسے برگ برگ بہم کروں
جو صدف صدف میں ہے مضطرب
اُسے صرفِ لوح و قلم کروں
دل و جاں کے سارے خروش کو
کسی حرفِ شوق میں ضم کروں

ترا اسم ہے مری زندگی
مجھے اذن دے کہ رقم کروں

O

(مارچ ۱۹۸۱ء)

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

پروفیسر خالد شبیر احمد

ثانی نہیں ہے اُن کا کوئی شش جہات میں
ہے دھوم جن کے نام کی کل کائنات میں

ہر ایک حرف اُن کا فضاؤں پہ نقش ہے
یکتا ہیں منفرد ہیں وہ ذات و صفات میں

کتنا طویل اُن کے قصیدوں کا سلسلہ
رکھی خدا نے کیسی کشش اُن کی ذات میں

اُن کے طفیل دنیا نے پائی ہیں راحتیں
جن کے بغیر زندگی تھی مشکلات میں

اُن کے کرم سے رنگِ بہاراں ہے ہر طرف
فصلِ خزاں تھی جن کے بنا کائنات میں

دیں کے لیے وہ اُن پہ مصائب کی انتہا
لیکن نہ ڈگمگائے وہ راہِ ثبات میں

یوں گفتگو میں اُن کے تھی لفظوں کی چاندنی
کرنیں ہوں جیسے نور کی ہر ایک بات میں

اُن کے قصیدے کیوں نہ پڑھوں صبح و شام میں
جو لائے انقلاب، جہانِ حیات میں

خالدؔ یہ اک بہانہ ہے اُن سے کلام کا
حق نعت کا ادا ہو، نہیں ممکنات میں

مغرب کی دہشت گردی اور درندگی کا ایک باب

مولانا محمد عیسیٰ منصوری (لندن)

برِاعظم امریکہ کی دریافت مغربی دنیا ایک یہودی نائٹس (فری میسن) کولمبس سے منسوب کرتی ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ برِاعظم حضرت مسیح علیہ السلام سے ۲۵ ہزار سال پہلے آباد تھا اور مختلف زمانوں میں یہاں انسانی قافلے آتے جاتے رہے۔ کولمبس جس بحری جہاز کے ذریعہ امریکہ پہنچا۔ اس کا ملاح بھی ایک عرب جہاز راں تھا اور کولمبس کے پاس بحری راستوں کے عربوں کے تیار کردہ نقشے تھے لیکن مغربی انا پرستی کسی مسئلہ میں کسی غیر یورپی کی برتری تسلیم نہیں کرسکتی۔ کولمبس سے پہلے وہاں متمدن آبادیاں تھیں جو منضبط قوانین وضابطوں کے تحت زندگی گزارتی تھی۔ امریکہ کی آبادی افریقہ اور یورپ کی مجموعی آبادی سے زیادہ تھی۔ قطع نظر ان تمام حقائق کے آج ہم صرف امریکہ کے اصل باشندوں (ریڈ انڈین) کے ساتھ مغربی مداخلت کاروں کے رویہ، ان کی ظالمانہ درندگی پر بحث کریں گے۔

آج مغربی دنیا میں کولمبس کو ایک عظیم ہیرو کی حیثیت حاصل ہے جس نے یورپ کو لوٹ مار کے لیے ایک وسیع و عظیم شکارگاہ فراہم کی۔ اس لیے نہ صرف یورپ بلکہ امریکہ میں سب سے زیادہ اس دیوتا کے مجسمہ نظر آئیں گے۔ کولمبس کے امریکہ پہنچنے کے صرف ۳۱ سالوں میں اسی لاکھ ریڈ انڈین کا قتل عام کیا گیا اور پھر پندرہویں صدی کے اختتام تک امریکہ کی ریڈ انڈین آبادی جو ساڑھے نو کروڑ کے لگ بھگ تھی کیلی فورنیا یونیورسٹی کے سوشیالوجی کے مشہور پروفیسر مائیکل مین کی معروف تحقیقی کتاب THE DARK SIDE OF DEMOCRACY کے مطابق صرف دو صدیوں کے بعد ان کی آبادی بڑھنے کے بجائے صرف پچاس لاکھ رہ گئی۔ باقی نو (۹) کروڑ ریڈ انڈین کہاں گئے؟ آج ہم مختصر طور پر اس پر روشنی ڈالیں گے۔

ریڈ انڈین (سرخ ہندی) ہزاروں سال قبل مسیح سے امریکہ میں متمدن اور پرسکون زندگی گزار رہے تھے۔ ان کا اصل مرکز ''اوکلاہوما'' تھا۔ جہاں آج صرف چند ہزار ریڈ انڈین بچے ہیں اور ان کی پچاس زبانوں میں صرف اپاچی بچی ہے۔ یورپ کے مہذب مداخلت کاروں نے اعلان کیا کہ مغربی تہذیب کے لیے ریڈ انڈین قبائل کا خاتمہ ضروری ہے۔ ہٹلر نے کبھی سرعام اس قسم کے انتہا پسندانہ بیانات نہیں دیے۔ نعرہ دیا گیا کہ سرخ ہندی کو شہر بدر یا ختم کردو۔ ۱۸۷۱ء میں دو سفید گھوڑے چوری کرنے کے جرم میں جنرل ٹوسن (Tosan) کی سربراہی میں ریڈ انڈین قبیلے کی اپاچی پر حملہ کرکے ۸ مرد اور ۱۳۶ عورتیں قتل کی گئیں۔ مرد بڑی تعداد میں پہلے ہی قتل کیے جاچکے تھے۔ عورتوں کے قتل سے پہلے اجتماعی عصمت

دری کی گئی۔اس کارنامے پر مقامی اخبار DENVER NEWS نے قاتلوں کو مبارک باد دی اوراس پر افسوس کا اظہار کیا کہ مرنے والوں کی تعداد کم ہے دوگنی ہوسکتی تھی۔

قاتلوں پر مقدمہ کا ڈھونگ رچایا گیا۔مقدمہ چلا۔عدالت نے ان مجرموں کو بری کرنے میں صرف نو منٹ لگائے کیونکہ مہذب عدالتیں گورے کے خلاف کسی ریڈ انڈین کی گواہی قبول نہیں کرتی تھیں۔اگر کبھی ریڈ انڈین گورے کو قتل کردیتے تو آج کی طرح ساری گوری نسلیں جمع ہوکر ان پر حملہ کرتیں۔یورپین نسلیں ایک ہوکر ان پر حملہ کردیتی اور غیر یورپین کے مقابلہ میں اپنے باہمی اختلافات بھلادیتیں۔MOCDOC ریڈ انڈین قبیلے نے کیلی فورنیا کی سرحد پر جنرل کیبی کو پکڑ کر قتل کردیا گیا کہ جنرل شرمان کا حکم صادر ہوا کہ سوائی قبیلے کی عورتیں، بچوں، مردوں کے مکمل خاتمہ تک ہمیں نہایت سنجیدگی اور مستقل مزاجی سے ان کے خلاف لڑنا ہوگا۔غرض اس قبیلے کی مکمل نسل کشی اوران کی زمینوں پر قبضہ کے بعد یہ جنگ ختم ہوئی۔جارج واشنگٹن جیسا ہیرو اپنے جنرل کو ہدایت دیتا ہے کہ ارکو قبیلے کی تمام باقیات کے خاتمہ تک امن کا کوئی نغمہ سننے کی ضرورت نہیں۔تمام سرخ بھیڑیوں کو ختم کردو۔صدر واشنگٹن اور جیفرسن خود بہت سے غلام رکھتے تھے اور صدر انڈریو جیکسن جو ریڈ انڈین کا ہمدرد مشہور کیا گیا۔اس کے دور میں ووٹ ڈالنے کا حق صرف گوروں کو حاصل تھا۔اس نے صرف ایک گوری عورت یرغمال بنانے پر ریڈ انڈین کے ''کریک'' قبیلے کی بستیوں کو تباہ کرنے اوران کی بیوی بچوں کو قبضہ کرلینے کا حکم صادر کردیا۔چنانچہ ۱۸۳۰ء میں جو رحم دلانہ آپریشن کیا گیا اس میں کریک قبیلے کے دس ہزار، چیرو قبیلے کے چار ہزار، چاکٹ قبیلے کے چار ہزار باشندے ہلاک کیے گئے۔امریکہ کے پانچویں عظیم ترین جمہوریت پسند صدر تھیوڈر روز ویلٹ کا ارشاد ہے کہ تمام جنگوں میں سب سے عظیم جنگ وہ ہے جو ریڈ انڈین وحشیوں کے خلاف لڑی گئی (چونکہ براعظم امریکہ پر غاصبانہ قبضے نے یورپ کی گوری نسلوں کو دنیا بھر کی اقوام پر حملہ کرنے کے قابل بنادیا)۔بہترین سرخ ہندی وہ ہیں جو مر چکے ہیں اور میرا خیال ہے دس میں سے نو ہلاک ہوچکے ہیں اور دسویں کے بارے میں مجھے کوئی جستجو نہیں۔

کیلی فورنیا میں لاکھوں مردوں اور عورتوں کو جبراً علاحدہ کیا گیا۔لواطت کی عادت کے ذریعہ مردوں میں بھیانک بیماریاں عام کی گئیں۔لڑکیوں کو طوائف بننے پر مجبور کیا گیا۔چنانچہ ۱۸۴۸ء سے ۱۸۶۰ء ۱۲ سال کی مدت میں صرف کیلی فورنیا میں ریڈ انڈین کی آبادی ۱۵ لاکھ سے کم ہوکر صرف ۳۱ ہزار رہ گئی۔قانوناً ریڈ انڈین کو قتل کرنے کی پوری آزادی تھی اس پر کوئی سزا نہیں تھی۔ریڈ انڈین جہاں چلتے پھرتے نظر آتے گولیوں سے اڑادیے جاتے۔قتل کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جاتی۔انھیں ہیرو کا درجہ دیا جاتا۔عورتوں بچوں تک کے قتل کی کھلی آزادی تھی۔ریڈ انڈین جہاں چلتے پھرتے نظر آتے، ان کو پکڑ کر زنجیروں میں جکڑ کر جبری مزدور بنالیا جاتا۔اس کام کے لیے ہر جگہ لاکھوں ڈالر مختص کیے جاتے۔ایک جگہ گیارہ لاکھ ڈالر ادا کیے گئے۔یورپین غاصب ان بے چاروں سے آئے دن معاہدے کرتے پھر معاہدے توڑ کر ان پر حملہ کردیا جاتا۔یہی یورپین فطرت اور ثقافت آج بھی ہے۔سرخ ہندیوں کو جن دشوار گزار خطرناک علاقوں میں دھکیلا گیا۔وہ اتنے تنگ اور سنگلاخ تھے کہ وہاں اتنے لوگ سما نہیں سکتے تھے۔اس طرح وہ خود بخود موت کے منہ میں چلے جاتے

۔ کروڑوں ریڈ انڈین کے قتل عام کے علاوہ ان میں بیماریاں پھیلانے کے لیے مخصوص چیچک زدہ کمبل دیے گئے کہ چیچک کی وبا عام ہو۔ تا کہ ان کی موت کا ذمہ دار گردشِ آسمانی کو ٹھہرایا جا سکے اور گورے قاتل ہر الزام سے بری ہو کر انسانیت وتہذیب کے معلم بنے رہیں۔ غرض اسی فیصد براہِ راست قتل نہیں کیے گئے بلکہ بالواسطہ ان کے مرنے کے لیے حالات پیدا کیے گئے۔

یورپین نو آبادکار امریکہ کے اصل باشندوں کو کرسچن بنانا بھی نہیں چاہتے تھے بلکہ ان کے جملہ وسائل اور ہزار ہا سال کی دولت ہڑپ کرنا چاہتے تھے۔ اس لیے ان کا وجود ختم کرنا ضروری تھا۔ جرمنی کا ہٹلر ۶۰ لاکھ انسانوں کا قاتل بتایا جاتا ہے۔ جبکہ انہی دنوں امریکہ اور یورپین ممالک میں ۵۰ لاکھ کے قریب یہودی جرمنی سے منتقل ہوئے۔ یقیناً لاکھوں یہودی قتل کیے گئے۔ مگر وہ سب غریب یہودی تھے جنھیں صہیونیوں نے منصوبہ کے تحت قتل کروایا کہ آئندہ یورپین اقوام کو بلیک میل کر کے ان کی گردنوں پر مسلط ہو سکیں۔ اب اس پر تحقیق کی بھی اجازت نہیں کہ جرمنی کی کل یہودی آبادی کتنی تھی؟ کتنے یورپ اور امریکہ منتقل ہوئے؟ اور جو غریب یہودی قتل کروائے گئے اس کے پیچھے کیا منصوبہ تھا۔ بلکہ جو کچھ صہیونی ہیں دنیا کا اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ گزشتہ دنوں ایک بوڑھے اسکالر کو یہ سوال اٹھانے پر ان مہذب لوگوں نے جیل بھیج دیا تا کہ صہیونی دہشت کی وجہ سے کوئی ریسرچ ہی نہ کر سکے۔ آج جو امریکہ اور یورپ کی ناک میں صہیونی غلامی کی نکیل نظر آتی ہے۔ یہ جرمنی کے لاکھوں غریب یہودیوں کو قتل کروا کر ہی صہیونیوں نے حاصل کی۔ روسی انقلاب میں ۶۰ لاکھ زمینی بلکہ ۷۰ سال میں ۶ کروڑ کے لگ بھگ لوگ مارے گئے۔ مگر اس کا کہیں تذکرہ تک نہیں ہوتا کہ قاتلوں میں ۸۰ فیصد صہیونی یہودی تھے۔ آج صہیونیوں کے غلام امریکہ اور یورپ میں ہٹلر کے مظالم کا شور مچا ہوا ہے۔ کوئی دن نہیں جاتا کہ ہٹلر کے مظالم پر فلم، ڈرامہ، کتاب، رسالہ، مضامین نہ آتے ہوں۔ اسکولوں میں معصوم بچوں کو اسکرین پر ہٹلر کے مظالم اور یہودیت کی مظلومیت کی کتنی ہی فلمیں بنا کر ذہن سازی کی جاتی ہے تا کہ اسرائیل روزانہ معصوم عورتوں، بچوں، بوڑھوں پر بلڈوزر چلائے۔ مکانوں کو رہائشیوں سمیت بم سے اڑا دے تو ان مہذب اقوام میں کوئی بچہ تک اف نہ کرے کہ جرمنی نے یہودیوں کا قتل عام کیا تھا، اس لیے انھیں فلسطین کے عوام کے قتل عام کا پورا حق ہے۔ یہ ہے مغرب کی مہذب اقوام کا انصاف روز یورپین میڈیا کے ذریعہ ہٹلر کے مظالم کو ذہنوں پر تازہ رکھا جاتا ہے۔ جبکہ جتنے انسانوں کا قتل ہٹلر سے صحیح یا غلط طور پر منسوب ہے، اس سے کم از کم دو گنے بے قصور انسان ایک یہودی رہنما اسٹالن نے روسی انقلاب میں قتل کیے۔ مگر آپ نے کہیں ظالموں کی فہرست میں اسٹالن کا نام نہیں دیکھا ہوگا۔ بلکہ اس عظیم قاتل کو انسانیت کا محسن بنا کر پیش کیا جاتا ہے جس نے اپنے خود ساختہ غیر فطری معاش نظام کے تجربہ کے لیے کروڑوں بے قصور عوام قتل کیے جو نظام ۷۰ سال کے اندر ریت کے محل کی طرح ڈھ گیا۔

تاریخی طور پر یورپ کے نزدیک مذہب خدا کی معرفت یا آخرت سنوارنے کے بجائے ہمیشہ محض لوگوں کو پھانسنے اور اقوام عالم پر غاصبانہ قبضہ ان پر اپنی غلامی کا شکنجہ کسنے کا حیلہ ہوا ہے۔ اس لیے جن ریڈ انڈین نے عیسائیت قبول کی اور یورپی کلچر اور تمدن کو اختیار کیا، ان کو بھی کبھی مغربی گورے معاشرہ نے دل سے قبول نہیں کیا۔ ۲۰۰۶ء میں امریکہ میں